رہا ہوں۔

تفہیم القرآن کی تلخیص میں نے خود کر دی ہے جس میں متن اور ترجمہ کے ساتھ بہت مختصر تشریح ہے۔ پوری کتاب ایک جلد میں آ گئی ہے اور طباعت کے لیے دے دی گئی ہے۔

میری صحت اب روز بروز گرتی جا رہی ہے۔ جسمانی اور ذہنی طاقتیں بھی جواب دیتی جا رہی ہیں تاہم اس حالت میں بھی جو کچھ ممکن ہے کر رہا ہوں۔

خاکسار

ابوالاعلیٰ مودودی

(۱۳)

۳۱ جولائی ۱۹۷۲ء

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ ممتاز پراچہ صاحب نے اب تک کوئی رقم مجھے نہیں بھیجی ہے۔ تفہیم کے متعلق آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کے لیے شکرگزار ہوں۔ جہاں جہاں آپ کو کسی قسم کی کھٹک محسوس ہوئی ہے بے تکلف ان مقامات کی نشان دہی کر دیں۔ یہ کام ۳۰ سال کی طویل مدت میں مختلف حالات سے گزرتے ہوئے کیا گیا ہے، اور اس طویل مدت میں خود لکھنے والے کے اندر بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں۔ میرے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ شروع سے آخر تک تحریر کی یکسانی برقرار رکھ سکتا۔

مسیحیت کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اسے اگر چھانٹ کر کوئی شخص یک جا جمع کر دے اور اردو کے علاوہ انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو جائے تو عیسائیوں کی اصلاح خیال کے لیے بہت مددگار ہو سکے گا۔

قرآنی اصطلاحات کی جو تشریحات میں نے کی ہیں ان کو جمع کرنے کا کام ایک صاحب کر رہے ہیں۔ پہلی اور دوسری جلد پر نظرثانی کا کام کرنا چاہتا ہوں، مگر اب قوت کار اس رفتار سے گھٹ رہی ہے کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ یہ کام مکمل کر سکوں گا یا نہیں۔ اللہ ہی مدد فرمائے تو شاید تین سال میں یہ کام انجام دے سکوں گا۔ سورہ بقرہ حاشیہ ۲۴۹ اور ۲۵۰ میں آپ کو جو الجھن پیش آئی ہے وہ جلد پنجم میں سورہ طلاق کی تفسیر پڑھتے وقت رفع ہو جائے گی۔ صلوۃ وسطی کی تشریح حاشیہ ۲۶۳ میں بالکل واضح ہے۔ نمازوں کی نگہداشت کا اطلاق تو کسی نہ کسی طرح پانچ وقت کی نماز پڑھ لینے پر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن مطلوب ایسی پابندی نماز ہے جس میں سکون اور خشوع و خضوع ہو اور جو صحیح وقت پر

پڑھی جائے۔ اسی کی وضاحت میں نے جنگ احزاب والے واقعہ کا حوالہ دے کر کی ہے۔

مغفرت کے لیے چشم پوشی کا لفظ کسی دوسرے مترجم یا مفسر کے ہاں میری نگاہ سے نہیں گزرا۔ میں نے خود یہ محسوس کیا کہ اس لفظ کا صحیح مطلب چشم پوشی سے ادا ہوتا ہے۔

خاکسار

ابو الاعلیٰ مودودی

(۱۴)

استاذ مکرم و محترم جناب ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

مزاج گرامی بخیر، پرچہ ''الاسلام'' باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ دعوت دین کے حوالہ سے آپ کی سرپرستی میں یہ نہایت خوش آئند اقدام ہے۔ خصوصیت اختصار ہے کہ ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکتا ہے۔ طباعت اور کاغذ نہایت عمدہ ہے کہ قاری کی مطالعہ کی کشش برقرار رہتی ہے۔ یہ دور اختصار کا دور ہے لوگ طویل تحریریں اور بڑی بڑی کتابیں دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ ایسے ماحول میں یہ دعوتی پرچہ اپنے قارئین پر گراں نہیں ہوگا۔

پچھلے شمارے میں ''من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاء ہٗ'' میں آپ کی مختصر تحریر نہایت روح پرور تھی۔ پڑھ کر آپ کے دولت کدہ پر ہونے والی درس حدیث کی ایک نشست یاد آ گئی۔ جس میں، میں پابندی سے شریک ہوتا تھا۔ درس حدیث کا موضوع بھی کچھ اسی طرح کا تھا۔ ایسے موقعوں پر مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ درس دیتے دیتے امیر مینائی کا یہ شعر مولانا نے کچھ اس انداز میں پڑھا کہ مجھے سنتے ہی یاد ہو گیا۔ تحریری طور پر یہ شعر میں نے کہیں نہیں پڑھا۔ فرمایا کہ

مدت سے امیر اس سے ملنے کی تمنا تھی
آج اس نے بلایا ہے، لینے کو قضا آئی

اُمید ہے آپ دعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے۔ آپ سے بہ صد عجز و انکسار ایک روحانی مناسبت اور تعلق ہے۔ حاضر ہونے میں ضرور کوتاہی اور سستی کا شکار ہوں لیکن آپ کے خیال سے غافل نہیں رہتا۔ پچھلے دنوں جنگ اتوار ایڈیشن نے آپ کا انٹرویو شائع کیا۔ انٹرویو مناسب تھا لیکن ملاقاتی Interviewer نے سرخیاں اچھی نہیں لگائیں۔